اور بڑی بڑی ملیں قائم ہوتی شروع ہوگئیں تو قدیم برادریاں منتشر ہوگئیں اور پیشے کی آزادی اس کا لازمی نتیجہ تھا۔

پیداوار صنعتی کے طریق کار یا اصول فن پر اجتماعی زندگی کا دارومدار ہے۔ بلکہ یہی اس کا معیار ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ قانون، اخلاق، رسوم اور مذہب وغیرہ بھی بدلتے رہتے ہیں۔ طریق کار پیداوار سے مراد صرف وہ مشینیں اور اوزار ہی نہیں ہیں جن سے اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ بلکہ دیگر مددگار قوتوں کی زیادتی یا کمی بھی پیش نظر رہنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ بیوپار یا اجناس کے تبادلہ کا حلقہ ایک خاص علاقہ تک محدود ہے یا اور آمد و رفت کے راستے دریافت ہونے سے اس کا جال تمام دنیا پر پھیل گیا ہے۔

بقول اینجل کسی قوم یا کسی خاص زمانے کا اقتصادی ارتقا نظامِ ریاست کی وضع، قانونی تشکیل، فنون لطیفہ حتیٰ کہ مذہبی تصور کی سنگ بنیاد ہوتا ہے۔

اس لئے اشتراکیت کسی جماعت کے مکمل نظام کا اِیل (Ideal) نہیں ہے بلکہ اس کو جماعتی نظام کی ایک ارتقائی سیڑھی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جس کی ضرورت اسوقت پیش آتی ہے جبکہ نئی نئی پیداوار صنعتی کی قوتوں کے ظہور میں آنے سے جدید حل طلب اقتصادی مسائل پیش آتے ہیں اور پرانا جماعتی نظام ان حالات کے مناسب و لائق نہیں رہتا۔ چنانچہ موجودہ صورتِ حالات میں سرمایہ داری نظام نیست و نابود ہوجانا چاہیے۔ اس لئے نہیں کہ ناانصافی پر مبنی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ قدیم ہوچکا ہے۔ جدید اقتصادی طریقِ کار میں پیداوار کے عظیم الشان مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صرف اجتماعی ملکیت ہی مناسب ثابت ہوسکتی ہے۔ چنانچہ کاؤتسکی (Kautsky) کا مقولہ ہے "جماعت کے ارتقا میں فیصلہ کن قوت کا عنصر کوشش نہیں ہے، جس میں انسانی فطرت کے مطابق آئے دن تبدیلی ہوتی رہتی ہے بلکہ وہ عناصر دراصل

پیداوار کے طریق کار (technique) کی ترقی ہے" لہذا آخری درجہ میں طریق کار پیداوار ہی کی انسانی جماعتی زندگی کی تشکیل دینے والی فیصلہ کن قوت ہے۔ پس اشتراکیت پسند جماعت سرمایہ دار جماعت کو ختم کرنا چاہتی ہے اور ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ سرمایہ دار جماعت نے قرونِ وسطیٰ کی جاگیر دار جماعت کا خاتمہ کیا تھا۔

قرونِ وسطیٰ کی جماعت اوس پیداوار کے طریق کار کے لئے وضع ہوئی تھی جو بغیر کسی وسیلے کے ہو۔ اس میں برادری اور جاگیر داری کا نظام سما سکتا تھا۔ پیداوار کے طریق کار میں عظیم الشان ترقی رونما ہونے کے بعد اوس پر قابو حاصل کرنے کے لئے اشیا کی پیداوار کا سرمایہ داری نظام جس میں اقتصادی آزادی شامل ہو لازمی تھا لیکن جوں جوں ترقی زیادہ ہوتی گئی یہ نظام بھی ناکافی ثابت ہوتا گیا کیونکہ صنعتی پیداوار کی قوتیں دن دونی رات چوگنی ترقی کر کے اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوگئیں انفرادی سرمایہ دار یا صاحبِ جائداد میں اتنی قابلیت باقی نہیں رہی کہ وہ ان قوتوں پر حاوی ہو سکے۔ چنانچہ اس کی علامتیں ہمیں نظر آرہی ہیں۔ ایک طرف تو تجارتی مرحلے اور پیچیدگیاں (Crisis) ہمیں یہ بتا رہی ہیں کہ انفرادی اقتصاد پیداوار اور بہم رسانی کے توازن کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ دوسری طرف معاہدے۔ شرکت تجار (Syndicates) اور اتحاد تجار (Trusts) وغیرہ اسی امر کی تصدیق کر رہے ہیں سرمایہ داری کا اس طرح برضا و رغبت سر جوڑنا اور کمیٹیاں وغیرہ بنانا اس امر کے اعتراف کے مترادف ہے۔ کہ آزاد تجارتی مقابلہ (Free Competition) کا رکھنا ناممکن ہے یہ تمام اسباب اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ موجودہ اقتصادی نظام کو کلیتہً بدل کر ایک ایسے اجتماعی نظام میں تبدیل کر دیا جائے جو اجتماعی پیداوار اور اس پیداوار کی تقسیم کو باقاعدہ طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے۔

یہاں میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں اشتراکیت یا اس کی کسی خاص سمت پر نقد بسط سے

کام لوں اوران تقریروں کے دوران میں اشتراکیت پرتنقید کے اکثر موقعے ملیں گے۔ لیکن ایک دو باتیں اس موقع پر یہاں کرنی چاہتی ہوں۔

کیا اشتراکیت فطرت انسانی کے مطابق ہے۔

یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آیا علم و سائنس کا یہ تقاضہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی تجاویز و تحریکات کو جو اس درجہ افراط کے درجہ پر ہوں کہ افراد کے موجودہ اقتصادی فرق و اختلاف کو اس قدر وسیع پیمانے پر مٹانا چاہتی ہوں۔ پوری سنجیدگی سے غور فکر کو کام میں لائے۔ لوگ بہت شوق سے " [illegible] " ٹرائٹ ٹسکے کے اس مشہور مقولہ کو پیش کرتے ہیں "چند ہزار محققوں، مصوروں یا حاکموں کے لئے لاکھوں انسانوں کو کاشتکاری، لوہاری بڑھئی گیری کرنی پڑتی ہے"

لازمی امر یا نتیجہ کو اکثر لوگ اس معنی میں سمجھ لیتے ہیں کہ گویا قدرتی لزوم اس پر صادق آتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ لوگ اشتراکیت کو (جیسا کہ بیان ہوچکا ہے) ایک طبیعی جماعتی نظام تصور کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف بعض نظام اشتراکیت کو خلاف فطرت انسان تصور کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں بہت سی قدرتی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً قدرت نے بھی سب کو برابر یکساں درجہ نہیں دیا۔ جب کوئی درخت۔ کوئی پتہ۔ کوئی حیوان بالکل ایک دوسرے سے ملتا جلتا نہیں۔ تو پھر انسان انسانی جماعت کو مساوات کے اصول پر کس طرح بدل سکتا ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں اولاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اشتراکیت پسندوں کی ایک ناقابل ذکر قلیل التعداد جماعت مساوات کے تخیل کی تائید میں ہے اور وہ بھی موجودہ طبیعی یا قدرتی فرق کو مٹانے کے درپے نہیں ہے۔ اس امر سے کوئی صاحب عقل اشتراکی منکر نہیں ہے کہ اشتراکی ریاست میں بھی لوگ ایک دوسرے سے جسمانی اور ذہنی اعتبار سے مختلف ہونگے۔ لیکن تمام انسانوں کے لئے دولت پیدا کرنے کا یکساں موقع مہیا کرنے یا اوس کو بہم پہنچانے کا مطالبہ ایک ایسا مطالبہ ہے جس کو یہ کہکر رد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ یہ اعتراض کس قدر غلط ہے کیونکہ

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حقیقتاً متعدد اقوام میں اہم ترین مملوک، اور سب سے اہم ذریعہ معاش یعنی زمین اور کھیتی باڑی صدہا سال سے ایک فرد کی نہیں بلکہ اشتراکی نظریہ کے مطابق جماعت کی ملکیت رہی۔

اگرچہ وہ لوگ بھی ایک حد تک حق پر ہیں جو قدیمی ملکیت کے نظریہ کو جس کے مطابق ابتدا میں تمام زمین اور کھیتی باڑی کسی ایک فرد کی ملکیت نہ تھی بلکہ تمام جماعت کے قبضہ میں تھی، ایک سطحی قیاس تصوّر کرتے ہیں لیکن زبردست سے زبردست معترض کو بھی اس امر کا معترف ہونا پڑے گا کہ یہ نظریہ چند اقوام پر انفرادی حیثیت سے منطبق ضرور ہوتا ہے چنانچہ اب بھی ایسی اقوام موجود ہیں، جن میں سینکڑوں سال سے لگاتار زمین اور کھیتی باڑی گاؤں کی برادری یا دوسری جماعتوں کے قبضہ میں چلی آرہی ہے اور وہ افراد کی ملکیت پر ہرگز نہیں کہلائی جاسکتی۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت کہ ابتدائی زمانہ میں زمین جماعت کی ملکیت تھی ناقابل انکار ہے عہد جدید میں زار روس کے زمانے میں جہاں انانیت کا زور تھا، زمین کسان یا زمیندار کی ملکیت نہیں تھی بلکہ گاؤں کی برادری کے قبضہ میں تھی۔ اور کسانوں کو صرف حق کاشت حاصل تھا۔ مزید برآں شمالی امریکہ کی ریاستہائے متحدہ میں بھی چند ایسی مذہبی اشتراکی جماعتیں موجود ہیں جہاں اجتماعی ملکیت کا اصول کارفرما ہے۔

جب یہ حقیقت آشکارا ہے کہ انسان زمانۂ گذشتہ یا عہدِ قدیم اور عہدِ جدید میں بھی اشتراکیت کے اصول کے مطابق زندگی بسر کرسکتا ہے اور کر چکا ہے اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ یہ اصول غیر فطری نہیں ہے۔ تو اب یہ سوال باقی نہیں رہا کہ جماعت کا کونسا نظام عینِ فطرت ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کونسا اجتماعی نظام مفید مطلب اور مقصد برآری کے قابل ہے یعنی وہ نظام اجتماعی زندگی کی عقلی ترتیب کے مطابق ہے یا نہیں۔

اسی وجہ سے ڈارون کی تعلیم میں طبیعی ارتقا کی طرف اشارہ غلط ثابت ہوا۔ اکثر سُننے میں آتا ہے کہ جماعت یا معاشرت کی ترقی بھی طبیعی قانون کے مطابق ہوتی ہے جس طرح نباتی اور حیوانی

دُنیا میں نئی نئی انواع و اقسام پیدا ہوتی رہتی ہیں اور تنازع للبقا میں کمزور انواع مناسب ترین انواع کے مقابلہ میں برباد ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جماعت میں بھی اعلیٰ، بہتر اور مناسب حالات، خراب اور بدترین حالات کے مقابلہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہاں طبیعی اور معاشرتی زندگی میں فرق کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔ معاشرتی زندگی طبیعی قوانین کی پیروی نہیں کرتی بلکہ اس کی ترقی صحیح اور مستقل اخلاقی عمل پر منحصر ہے جو انسان کے نصب العین اور مقصد کے مطابق عمل کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کانٹ کی تعلیم میں قدرت کے بارے میں حق اور قانونِ دریافت کا ذریعہ تجربہ اور غور و فکر ہے۔ لیکن جب اخلاقی قوانین دریافت کرتے ہوں تو تجربہ اُس کے راستہ میں صرف دعوے کی ٹٹی اور گُپ اندھیرا ہے۔ یہ اصول کس قدر ناقابلِ قبول ہو کہ جب ہمیں اس امر کے متعلق کہ ہمیں آئندہ کیا کرنا ہے، اصول بنانے یا دریافت کرنے منظور ہوں تو ہم اپنے آپ کو صرف پُرانے تجربے پر ہی محدود سمجھیں اور اسی سے آئندہ کے اصول بھی اخذ کریں۔

لہذا ہمارے سامنے یہ سوال ہونا چاہیے کہ جو کچھ بھی اشتراکیت کرنا چاہتی ہے وہ مفید مطلب یا مناسب بھی ہے یا نہیں اشتراکیت کا مطالبہ ہے کہ سرے سے جماعت کا نیا نظام مرتب ہونا چاہیے اور وہ نظام اس قسم کا ہو کہ انفرادی طور پر آزاد اقتصادی مصروفیت کی جگہ ایک لازمی اقتصادی نظام اجتماعی ہو۔ اشتراکیت کی موافقت میں سنجیدہ اور نپے تُلے ثبوت صرف اس حالت میں رد کئے جا سکتے ہیں جبکہ ہم آزاد اقتصادی نظام کو بلا تامل بہترین اور خالی نقصان ثابت کر سکیں لیکن جس کو گرد و پیش کے معاشرتی حالات کچھ بھی معلوم ہیں اور جو مختلف مرحلوں اور پیچیدگیوں مکان و رہائش کی دقتوں اور بے روزگاری وغیرہ پر غور کرتا ہے وہ کیسے غلط ثابت کر سکے گا کہ موجودہ اقتصادی نظام کے نتائج بھی خطرناک ہیں۔ ایک قوی ثبوت کے طور پر ہم یہاں Nietzsche (نیٹشے) کا آسائش پسند امیرانہ اخلاق پیش کرتے ہیں جس نے مزدوروں کے مسئلہ کے متعلق اس طرح اپنے

اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا "وہ بیوقوفی جو دراصل جبلی افعال (Instincts) کی ایک قسم ہے، جو آجکل تمام بیوقوفیوں کی جڑ ہے، دراصل مزدوروں کے مسئلہ کے وجود میں مضمر ہے۔ جبلی افعال (Instincts) کا یہ پہلا ناقابل رد قانون ہو کہ چند مخصوص چیزوں کے متعلق کوئی سوال نہیں اُٹھانا چاہئے میں یہ بالکل نہیں سمجھ سکتا کہ یورپ کے مزدوروں کا سوال اُٹھا کر یہ لوگ اُن کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اتنے زیادہ آرام و آسائش میں نہیں ہیں کہ روز بروز اون کو غیر معقول مطالبات کے لئے اپنا دستِ سوال بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ آخر کار اکثریت انہیں کی طرف ہے یعنی اُن کی سب سے بڑی تعداد ہے" اس بارے میں Rodbertus (روڈبرٹس) کی نظر زیادہ دوررس ہے۔ چنانچہ اس نے انگریزی منشوری تحریک (Chartist Movement)[1] یعنی اُنیسویں صدی کی مزدوروں کی پہلی بڑی انقلابی تحریک سے متاثر ہو کر لکھا ہے "مزدور کیا چاہتے ہیں؟ یا جو کچھ وہ چاہتے ہیں کیا دوسری جماعتیں اس کے دینے سے انکار کر سکتی ہیں؟ اور کیا ان کا یہ مطالبہ جدید تمدن کی تباہی و بربادی کا سبب ہوگا؟ غور و خوض کرنے والوں کے لئے پہلے سے یہ کوئی راز نہیں تھا کہ آیندہ تحریک میں ایک مرتبہ یہ سوال نہایت زور شور کے ساتھ بلند کیا جائے گا۔ اور اب منشوری تحریک اور (Birmingham) برمنگھم کے مناظر سے یہ حقیقت عوام کے لئے بھی آشکارا ہوگئی ہے۔

حقیقتاً تاریخ میں یہ سوال نہایت زور شور کے ساتھ اُٹھایا گیا۔ بلکہ اس کے بعد گذشتہ صدی میں اور تین بڑے اشتراکی انقلاب رونما ہوئے۔ یعنی انقلاب فروری، جون کی خونریزی commune کا طوفان، اشتراکیت نے جو کچھ بھی زور پکڑا ہے وہ صرف انقلابی تحریکوں ہی کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ سیاسی پارٹی کی زبردست تنظیم بھی شامل حال تھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ سوشل سائنس کے علمی نظریات ہی نہیں بلکہ

[1] ۱۸۳۰ء تا ۱۸۴۸ء کی اصلاحی تحریک۔

[2] انقلاب فرانس کے عہد ہیبت کی وہ جماعت جو حکمراں بن بیٹھی تھی۔

عوام کی زندگی بھی زیادہ تر اشتراکیت کے نظریات سے متاثر ہو رہی ہے۔ اس لئے ہر ذی علم تعلیم یافتہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ضروریات سے واقفیت پیدا کرے۔

---

ہم ذیل میں ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے اشتمالیت۔ اشتراکیت اور فوضویت کی اقسام کا ایک اجمالی خاکہ ذہن نشین ہو جائے گا۔

## نظام اشتراکیت۔ اشتمالیت اور فوضیت کی تقسیم

- عدم قانون
  - فوضیت
- قانونی پابندی
  - انفرادیت
  - اجتماعیت
    - زرعی اشتراکیت
    - اشتمالیت
    - اشتراکیت

## نظام اشتراکیت کی تقسیم

- ارتقائی اشتراکیت
  - مارکس اور اینجل کی اشتراکیت
  - ڈارون کی اشتراکیت
- نظری اشتراکیت
  - اخلاقی اشتراکیت
  - مذہبی اشتراکیت

---